روزنامہ
الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹
(ایڈیٹر): نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۳۹-۷۴ | ہفتہ ۵ جمادی الثانی ۹ ۱۴۰ھ ۱۴ ارصلح ۱۳۶۸ ہش ۱۴ ارجنوری ۱۹۸۹ء | نمبر ۱۲

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

●-"میں ...... ایک ضروری امر بیان کرنا چاہتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام کو ضرورتیں کیوں لاحق ہوتی ہیں؟ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ ان کو کوئی ضرورت پیش نہ آوے۔ مگر یہ ضرورتیں اسلیئے لاحق ہوتی ہیں تاکہ للّٰہی وقف کے نمونے مثال کے طور قائم ہوں اور ابوبکرؓ کی زندگی کا وقف ثابت ہو۔ اور دنیا میں خدائے مقتدر کی ہستی پر ایمان پیدا ہو اور ایسے للّٰہی وقف کرنیوالے دنیا کیلئے بطور آیت اللہ کے ٹھہریں اور اس مخفی لذت اور محبت پر دنیا کو اطلاع ملے جس کے سامنے مال و دولت جیسی محبوب اور مرغوب شے بھی آسانی اور خوشی کے ساتھ قربان ہو سکتی ہے اور پھر مال و دولت کے خرچ کے بعد للّٰہی وقف کو مکمل کرنے کے واسطے وہ قوت اور شجاعت ملے کہ انسان جان جیسی شئے کو بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں دینے سے دریغ نہ کرے۔

غرض انبیاء علیہم السلام کی ضرورتوں کی اصل غرض دنیا کی جھوٹی محبتوں اور فانی چیزوں سے منہ موڑنے کی تعلیم دینے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر لذیذ ایمان پیدا کرنے اور ابنائے جنس کی بہتری اور خیر خواہی کیلئے ایثار کی قوت پیدا کرنے کے واسطے ہوتا ہے۔ ورنہ یہ پاک گروہ خزائن السمٰوٰت والارض کے مالک کی نظر میں چلتا ہے اُن کو کسی چیز کی ضرورت ہو سکتی ہے؟ وہ ضرورتیں تعلیم کو کامل اور انسان کے اخلاق اور ایمان کے رسوخ کے لیے پیش آتی ہیں۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۹۶-۹۷)

●-" دو چیزوں کے باہم ملنے اور رگڑ سے ایک حرارت پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح پر انسان کی محبت اور دنیادار دنیا کی چیزوں کی محبت کی رگڑ سے الٰہی محبت جل جاتی ہے اور دل تاریک ہو کر خدا سے دور ہو جاتا اور ہر قسم کی بیقراری کا شکار ہو جاتا ہے۔ لیکن جبکہ دنیا کی چیزوں سے جو تعلق ہو وہ خدا میں ہو کر ایک تعلق ہو اور اُنکی محبت خدا کی محبت میں ہو کر ہو اسوقت باہمی رگڑ سے غیر اللہ کی محبت جل جاتی ہے اور اس کی جگہ ایک روشنی اور نور بھر دیا جاتا ہے پھر خدا کی رضا اسکی رضا اور اسکی رضا خدا کی رضا کا منشاء ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں پہنچکر خدا کی محبت اس کیلئے بمنزلہ جان ہوتی ہے اور جسطرح زندگی کے واسطے لوازم زندگی ہیں اُسکی زندگی کے واسطے خدا اور صرف خدا ہی کی ضرورت ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ اسکی خوشی اور راحت خدا ہی میں ہوتی ہے۔ پھر دنیاداروں کے نزدیک اگر اسے کوئی رنج اور کرب پہنچے تو پہنچے لیکن اصل یہی بات ہے کہ اسی ہم و غم میں بھی وہ اطمینان اور سکینت سے الٰہی لذت لیتا ہے جو کسی دنیادار کی نظر کے بڑے سے بڑے فارغ البال کو بھی نصیب نہیں۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۰۲)

●- (شیخ رحمت اللہ صاحب کا خط درباره کسی ابتلا کے حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچا جس پر حضور نے فرمایا:)

" میں اس ابتلاء میں انکے لیے بہت دعا کرتا ہوں اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ درحقیقت ابتلاء بڑی رحمت کا موجب ہوتے ہیں۔ کہ ایک طرف عبودیت مضطر ہو کر اور چاروں طرف سے کٹ کر اسی اکیلے سبب ساز کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے اور ادھر سے الوہیت اپنے فضلوں کے تشکر لیکر اسکی تسلی کیلئے قدم بڑھاتی ہے میں ہمیشہ یہ سنت انبیاء علیہم السلام اور سنت اللہ میں دیکھتا ہوں کہ جس قدر اس گرامی جماعت کی رافت و رحمت ابتلا کے وقت اپنے خدام کی نسبت جوش مارتی ہے آرام و عافیت کے وقت وہ حالت نہیں ہوتی۔"

(ملفوظات جلد دوم صہ۱۱۷)

اخبار احمدیہ

لندن:- سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان سے بخیر و عافیت ہیں اور مہمات دینیہ میں شب و روز مصروف ہیں۔ ۱۱۷ ممالک سے آنے والی ڈاک ملاحظہ فرمانا۔ مرکزی کارکنان کو ہدایات دینا۔ حضور کی زیارت کے لئے دور و نزدیک سے پروانہ وار آنے والے احمدی احباب کو شرف ملاقات عطا فرمانا اور دیگر جماعتی تقریبات میں بنفس نفیس شرکت فرما کر ہدایات سے سرفراز فرمانا۔ اس کے علاوہ ہر ہفتے بنیادی اور اہم مسائل پر بصیرت افروز خطبات جمعہ دینا وغیرہ۔ یہ ہیں وہ مصروفیات جن میں سے معدودے چند کا ذکر کیا گیا ہے۔ آج کل حضور خصوصی طور پر دعاؤں کی طرف خاص توجہ دلا رہے ہیں۔ صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں بھی حضور نے اپنے ایک ارشاد میں عبادات اور دعوت الی اللہ کی طرف خصوصی طور پر متوجہ فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کو صحت و تندرستی سے رکھے اور ہر لمحہ و ہر آن اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔

★ امریکہ سے اطلاع ملی ہے کہ میرے داماد عزیزم ڈاکٹر منیر احمد نذیر صاحب ابن حضرت مولانا نذیر احمد صاحب علی اور میری بیٹی عزیزہ شہناز تنویر کار کے حادثہ کی وجہ سے شدید زخمی ہو گئے ہیں فریکچر بھی ہوا ہے۔ ساتھ ایک نو عمر بچہ بھی تھا جو معجزانہ طور پر بچ گیا ہے۔ تمام احباب جماعت احمدیہ کی خدمت میں عاجزانہ درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انہیں شفاء کاملہ عاجلہ عطا کرے۔

(شیخ محمود احمد بشیر جھنگ صدر)

نمایاں کارگزدگی

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے گزشتہ سال تحریک وقفِ عارضی میں جماعت احمدیہ لاہور شہر و ضلع نے نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے انہوں نے نہ صرف یہ کہ اپنا سالانہ مقررہ کوٹہ پورا کیا بلکہ قابلِ ذکر تعداد میں زائد فارم بھجوائے اللہ تعالیٰ ان تمام عہدیداران اور واقفین و واقفات جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں اس مبارک روحانی تحریک میں حصہ لیا۔ اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نوازے اور پہلے سے بڑھ کر خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن وقفِ عارضی ربوہ)

ماہ بماہ چندہ ادا کرنے سے
ایک ماہ میں دو ماہ کا بار نہیں
پڑتا —— (ناظر مال)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۴؍صلح ۱۳۶۸ہش ۱۴؍جنوری ۱۹۸۹ء

کردار سے اصلاح معاشرہ

ہم دنیا کے معاشرے کو بہتر بنانا چاہتے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ دنیا کا ہر شخص سچ بولے امانت اور دیانت کا لحاظ رکھے، ایک دوسرے سے بہتر تعلقات استوار کرے اور اس طرح ساری دنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔ کالے اور گورے کی کوئی تمیز نہ ہو۔ ایک ملک اور دوسرے ملک کے باشندے اپنے آپ کو بھائی بھائی سمجھیں۔ اختلاف رائے کو برداشت کرنے کی ہمت پیدا کریں۔ اور باہمی احترام کا جذبہ ایسا مستحکم ہو جائے کہ کوئی شخص کسی کے پیشوا کی تو بات ہی کیا کسی چھوٹے سے چھوٹے آدمی کو بھی حقارت سے نہ دیکھے۔ ہم چھوٹے سے چھوٹے کے الفاظ استعمال تو نہیں کرنا چاہتے تھے کیونکہ سب انسان انسانیت کے لحاظ سے برابر ہیں لیکن کیا کیا جائے کہ دنیاوی نظام میں کچھ لوگ بڑے مانے جاتے ہیں اور کچھ چھوٹے۔ اور چھوٹے لوگوں کی تحقیر کو، تذلیل کو بعض لوگ کوئی ایسا بُرا بھی نہیں سمجھتے۔ اسی لئے ہم نے کہا ہے کہ کسی کے پیشوا کی تحقیر تو الگ رہی کسی چھوٹے سے چھوٹے آدمی کے متعلق بھی حقارت کے جذبات کا اظہار نہ کیا جائے۔

اگر ہم ایسا کر سکیں تو یہ دنیا کتنی آرام دہ اور اطمینان بخش ہو جائے گی۔

اس وقت کیا حالت ہے، کالے اور گورے آپس میں اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ ایک ملک کے باشندے دوسرے ملک کے باشندوں سے نفرت کرتے ہیں اور لڑائی جھگڑوں کی ایسی نوبت آجاتی ہے کہ سالہا سال تک وہ ایک دوسرے سے برسرِپیکار رہتے ہیں۔ سچ بولنا، امانت دار ہونا اور دیانت دار ہونا کتابوں کے اوراق میں تو موجود ہیں لیکن لوگوں کا کہنا ہے کہ ان باتوں سے کام ہی نہیں چلتا۔ سچ بولیں تو کیا اپنے کام کا ستیاناس کروالیں۔ امانت اور دیانت سے کام لیں تو کیا دوسروں کو ٹھگ بازی کے لئے کھلا چھوڑ دیں۔ گویا کہ یہ باتیں جنہیں ہم کردار کا ایک اہم حصہ گردانتے ہیں مفقود ہونے کی وجہ سے دنیا امن سے بے بہرہ ہے۔

قدرتِ ثانیہ کے دوسرے مظہر نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ اگر سب لوگ سچ بولنے لگیں تو اوّل تو کوئی معاملہ عدالت میں جائے گا ہی نہیں اور اگر جائے گا تو فریقین کے سچ بولنے کی وجہ سے دنوں میں نہیں منٹوں میں اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔ لیکن یہاں تو دن نہیں مہینے بھی نہیں سالہا سال لگتے ہیں۔ اور عدالتی فیصلے دینے میں دقت پیش آتی ہے۔ کیونکہ طرفین اپنی اپنی بات کو سچی ثابت کرنے کے لئے ہر قسم کا حیلہ اختیار کرتے ہیں۔

اس وقت ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے بیشتر ممالک میں قائم ہو چکی ہے اگر ہم اپنے کردار کو بلند سے بلند تر کرتے چلے جائیں تو یہ بات یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ ساری دنیا اس سے متاثر ہوگی اور معاشرہ بہت بہتر ہو جائے گا۔ آخر سچائی امانت دیانت باہم ایک دوسرے سے تعلقات کی بہتری کسی خاص مذہب کا تو خاصہ نہیں ہے تمام مذاہب کے لوگ کردار کی یہ خصوصیات اپنا سکتے ہیں۔ ہم نے تو صرف ایک نمونہ پیش کرنا ہے۔ خدا کرے کہ ہم یہ نمونہ پیش کر سکیں اور دنیا اس نمونہ سے متاثر ہو کر اپنے آپ کو بہتر بنائے اور ہم سب کا معاشرہ امن کا گہوارہ بن جائے۔

ورثہ ہے میرا منزلِ مقصود کا سفر
ہر گام پر جھکائے چلا جا رہا ہوں سر
ہے دُھول سے اٹا ہوا چہرہ تو کیا ہوا
دل تازہ دم ہے، اور روح ہے میری شگفتہ تر

(ابوالاقبال)

صحنِ گلستاں

ہماری موت کی بے شک دعا کرو دن رات
عطا کرے تمہیں اللہ اِک طویل حیات

ہمارے صحنِ گلستاں کے پھول پھل دیکھو
ہمارے رنگِ بہاراں سے ہوں عیاں حالات

ہمارے فرشِ زمیں پر ہو چاندنی سج کی
کرے زمانہ ہمارے خلوصِ دل کی بات

ہمیں زمیں کے کناروں سے اِک محبت ہے
ہر ایک دل پہ عیاں ہوں ہماری کیفیات

ہمارے ہاتھ میں ہوں بے شمار ہاتھ مگر
ہر ایک ہاتھ کی اپنی بھی مستقل ہو ذات

خدا کے در پہ جھکا دیں ہم اک زمانے کو
ہم اس قدر ہوں کہ جیسے ہیں ریت کے ذرّات

چراغِ راہ بنادیں ہر اک چراغ کو ہم
ہمارے دم سے مٹیں گی ہزارہا ظلمات

ہماری رات بھی ہوگی دلوں سے روشن تر
کسی کے دن کی سیاہی بھی ہوگی جیسے رات

یہ آرزو ہے جیو تم بہت بہت سے سال
تمہیں پتہ تو چلے ہے تمہاری کیا اوقات

ہمارے واسطے ہر فاصلہ ہے قرب کی راہ
ہمیں یقیں ہے کہ ہم وقت کو بھی دینگے مات

خدا کی پُشت پناہی ہے منزلوں کا نشان
ابھی تو دیکھو جو ملنے ہیں ہم کو اعزازات

نسیم ہم پر پرواز لے کے آئے ہیں
خُدا نے ہم پہ کئے ہیں بہت سے احسانات

(نسیم سیفی)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تین خصلتیں

انسانی ترقی کے مدارج

(بیان فرمودہ بانی الفضل سیدنا حضرت فضل عمر) (قسط نمبر ۱)

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر تین خصلتیں پیدا کی ہیں۔ اور یہ تینوں خصلتیں ہر انسان کے اندر تھوڑی بہت ہوتی ہیں۔ کسی میں یہ خصلتیں بہت زیادہ طور پر ظاہر ہوتی ہیں اور کسی میں کم مگر کچھ نہ کچھ حصہ ان کا ہر شخص میں پایا جاتا ہے۔ گو یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی وقت کوئی خصلت ظاہر ہوتی ہے اور کسی وقت کوئی۔ بعض وقت تینوں ظاہر ہوتی ہیں۔ بہرحال تمام انسانوں میں یہ تینوں خصلتیں پائی جاتی ہیں۔

ان میں سے پہلی خصلت جو رحمانیت کے ماتحت ہے وہ انانیت کی خصلت ہے انسانوں کے اندر یہ مادہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے وجود کو علیحدہ اور ممتاز دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اپنی شخصیت کو قائم رکھنا چاہیئے اور یہ مادہ رحمانیت کے ظہور کے ساتھ ان میں پیدا ہوتا ہے۔

دیکھ لو امراء اور رؤساء کے بچے جن کا ادب و احترام کیا جاتا ہے۔ اور بعض حالتوں میں بغیر وجہ اور بلا سبب کیا جاتا ہے بغیر اس کے کہ ان میں کوئی خوبی پائی جائے بغیر اس کے کہ ان میں کوئی عمدہ بات ہو بغیر اس کے کہ ان میں کوئی اچھی بات ہو۔ ان کا ادب واحترام کیا جاتا ہے۔ وہ جب بڑے ہوتے ہیں تو اس وقت بھی بلاوجہ یہ کہتے ہیں ہم ایسے ہیں ویسے ہیں۔ لوگوں کو چاہیئے کہ ہمارا ادب واحترام کریں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اس بات کے عادی ہو گئے ہوتے ہیں کہ لوگ ان کا ادب واحترام کریں۔ چونکہ بچپن میں بلاوجہ ان کا ادب واحترام کیا جاتا ہے۔ اس لئے بڑے ہو کر بھی بلاوجہ ہی چاہتے ہیں کہ لوگ ان کا ادب و احترام کریں۔

اس میں وہ یہ نہیں دیکھتے کہ کیوں لوگ ہمارا ادب واحترام کریں۔ آیا ہمارا کوئی احسان ان پر ہے یا تمدنی طور پر کوئی غلبہ ان پر دیا گیا ہے یا ان کو ہم سے کوئی آئندہ فائدہ کی امید ہو سکتی ہے یا کوئی ذاتی کمال ہم میں ہے۔ آخر کیا سبب ہے کہ لوگ قدر کریں دنیا میں ہزاروں انسان ایک دوسرے کے سامنے سے گزر جاتے ہیں اور ان میں سے ہی سب کا ادب واحترام نہیں کرتے لیکن وہ کوئی گلہ بھی نہیں کرتے کہ کیوں ہمارا ادب واحترام نہیں کیا گیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں ادب واحترام کے لئے کچھ تعلق ہونا چاہیئے لیکن وہ لوگ جن کو ادب واحترام کرانے کی عادت ہو۔ خواہ مخواہ لوگوں سے لڑتے ہیں کہ ہمارا ادب کیوں نہیں کرتے ....

تو انسان کے اندر سب سے پہلے جو خصلت پیدا ہوتی ہے وہ انانیت کی ہے۔ وہ ان حالات کو دیکھتا ہے جو اس کے ادب و احترام کے لئے پیدا ہوتے ہیں۔ تو سمجھتا ہے کہ (آسمان اور زمین کا رب) جو میری قدر کرتا ہے تو لوگ کیوں نہ میری قدر کریں۔

دیکھو بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو سب سے پہلے انانیت کا یعنی اپنے وجود کا خیال اس میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے میں بھی کوئی وجود ہوں اور مجھے بھی اپنے وجود کے قائم رکھنے کے لئے کچھ چاہیئے۔ یہ بات وہ الفاظ میں نہیں کہہ سکتا بلکہ طبعی طور پر یہ حس اس کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ وہ دنیا میں آ کر آنکھ ہی کھولتا ہے اور پیدا ہو کر پہلا ہی سانس لیتا ہے کہ اس میں یہ انانیت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر اسے سب اٹھائے پھرتے ہیں۔ اسے پیار کرتے ہیں چومتے ہیں۔ اس کے آرام کو مدنظر رکھتے ہیں غرض ہر طرح اس کی قدر کرتے ہیں اور جوں جوں اس میں احساس بڑھتا ہے وہ ان حالات کو محسوس کرکے سمجھتا ہے کہ میں مرجع عالم ہوں۔ وہ لوگوں کو پیار کرتے دیکھتا ہے تو چاہتا ہے کہ ہر ایک مجھے پیار کرے۔ وہ دیکھتا ہے کہ لوگ اسے اٹھائے پھرتے ہیں تو اسے یہ عادت پڑ جاتی ہے کہ لوگ اٹھائے پھریں۔ اور یہ سب کچھ اس انانیت سے ہی پیدا ہوتا ہے جو پیدا ہونے کے ساتھ ہی اس میں پیدا ہوتی ہے۔

غرض انسان کی پیدائش سے پہلے بھی رحمانیت ہوتی ہے اور جب وہ مر جاتا ہے تو اس کے بعد بھی۔ پس جو خصلت خدا کی سب سے پہلے انسان کے لئے ظاہر ہوتی ہے وہ رحمانیت ہی ہے۔ ایک انسان کے پیدا ہونے سے پیشتر اس نے کئی قسم کی چیزیں اپنی صفتِ رحمانیت سے پیدا کیں۔ مثلاً رحم مادر دیا۔ غذائیں دیں۔ پھر ماں کے پیٹ میں ہی اسے ناک کان۔ آنکھ۔ ہاتھ پاؤں۔ تمام اعضاء دیئے اور امتیاز بین الحق و باطل کی پیدائش کے لئے کسی شرط کی ضرورت نہیں۔ یہ امتیاز بغیر کسی شرط کے ہوتا ہے اس لئے اس کے ماتحت انسان میں یہ مادہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ ہر اس چیز کو اختیار کرے۔ جو حق ہے۔

خدا کے قرب حاصل کرانے والی ہے ترقی دیتی ہے۔ اور ہر اس چیز کو چھوڑ دے جو باطل ہے۔ خدا تعالیٰ سے دور کر دینے والی ہے۔ اور بجائے ترقی کے تنزل کی طرف لے جانے والی اور مضر ہے۔

رحیمیت کی شرط تو کوئی نہیں۔ مگر اس کی کچھ حد بندی ضرور ہے۔ اور وہ اگلے حصہ کے ماتحت ہے جو (جزا اور سزا کے وقت کا مالک ہے) کا ہے اس میں جب ایک شخص پہنچتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ قربانی کرے۔ یعنی جب مل کر کسی کام کے کرنے کا حکم دیا جائے تو پھر اپنے نفع و نقصان کو چھوڑ کر کرے۔ اسے اکیلے طور پر وہی کام کرنے میں خواہ کس قدر سہولت اور آرام ہو۔ اور مل کر کرنے میں خواہ کس قدر ہی نقصان اور تکلیف ہو۔ مگر جب وہ (جزا سزا کے وقت کا مالک ہے) کے ماتحت آجائے اور اسے مل کر کرنے کے لئے کہا جائے۔ تو اس کے لئے ضروری ہے کہ مل کر کرے۔

مثال کے طور پر نماز ہی کے معاملے کو لے لو۔ نماز مل کر پڑھنے کا حکم ہے۔ یعنی یہ کہ اکٹھے ہو کر باجماعت پڑھو۔ اب اگر امام کو آنے میں دیر ہو جائے اور کوئی شخص اکیلا نماز پڑھ لے۔ تو یہ اس کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے۔ ہر نماز کے لئے وقت کا جو اندازہ مقرر کیا ہے کہ فلاں وقت سے لے کر فلاں وقت تک نماز ہو سکتی ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ اگر تھوڑی دیر آگا پیچھا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر یہ مدنظر نہ ہوتا تو یا خاص وقت مقرر کر دیا جاتا کہ عین فلاں وقت پر فلاں نماز ادا کرو۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ جس طرح رحمانیت کے آخر میں رحیمیت کی ابتدا نے شروع ہو کر ایک ہلکا سا فرق رحمانیت کی تعریفوں میں پیدا کر دیا۔ اسی طرح رحیمیت کے آخر میں (جزا سزا کے وقت کا مالک ہے) نے شامل ہو کر رحیمیت کی تعریفوں میں تبدیلی پیدا کر دی۔ چونکہ اس کے ساتھ ساتھ تمدن کا سوال بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے تمدن کے لحاظ سے تعریفوں میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور نہ صرف انسان ہی کے لئے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ تمدن کو مدنظر رکھے بلکہ احکام شریعت بھی یہاں سے اسی قسم کے شروع ہو جاتے ہیں جو تمدن کو اپنے اندر رکھتے ہیں۔

نماز کی فلاسفی کا ایک پہلو قیام تمدن بھی ہے۔ لوگ اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں تو یہ ان کو ...... حکم دیا گیا ہے کہ باجماعت نماز پڑھو مگر مل کر کام کرنا تمدن کی ایک فرع بھی ہے اور جب نماز مل کر باجماعت پڑھی گئی تو تمدن کی اس فرع پر عمل کیا گیا۔ پھر رکوع۔ سجود وغیرہ ہے یہ بھی سراسر امام کی متابعت ہے۔ مقتدی کی منشاء ہو یا نہ ہو کہ وہ اس وقت رکوع یا سجود میں جائے جس وقت کہ امام جائے۔ اسے اس کی اقتدا کرنی پڑتی ہے اور بغیر پوری اقتدا کرنے کے یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اور یہ ظاہر ہے کہ کسی امام کی متابعت کرنا بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ کسی سردارِ قوم کی اطاعت کرنا اور سردار قوم کی اطاعت کرنا یہ بھی تمدن ہی ہے۔ کیونکہ جب تک قوم کسی سردار کی اطاعت نہ کرے۔ تمدن قائم نہیں کر سکتی۔

غرض مل کر کام کرنا اور کسی امام کی متابعت کرنا تمدن ہے۔ اور اس وقت کے لئے جو احکام رکھے ہیں اور جو اس وقت کے بعد انسان کو پورے کرنے پڑتے ہیں وہ تمدن کو اپنے اندر رکھتے ہیں۔ چونکہ تمدن کا کام قائم رکھنا ہر قوم کے لئے ضروری ہے اس لئے .... جو حکم اس وقت کے لئے رکھے گئے ہیں وہ تمدن کو بھی مدنظر رکھ کر رکھے گئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کر رہے ہوں تو پوری اقتدا نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ اگر امام سجدے سے سر اٹھاتا ہے۔ تو وہ سجدے میں پڑے ہوتے ہیں اور جب امام دوسرے سجدہ میں جانے کے لئے تکبیر کہتا ہے تو وہ پہلے سجدہ سے سر اٹھاتے ہیں۔ ایسے سجدے سجدے نہیں ہوتے۔ کیونکہ امام کی اقتدا میں نہیں ہوتے بلکہ اپنی مرضی کے مطابق ہوتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہوں گے امام تو ایک منٹ سجدہ کر کے اٹھ کھڑا ہوتا ہے ہم دو منٹ سجدہ کریں گے تو زیادہ ثواب ملے گا۔ مگر یہ بات غلط ہے۔ ایسے موقع پر امام کی اقتدا میں ہی ثواب اور نیکی ہے اور سجدہ وہی ہے جو امام کے ماتحت ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو لوگ امام کے پیچھے بیٹھے رہتے ہیں یا امام سے آگے چلے جاتے ہیں۔ ان کا سر گدھے کے سر

(باقی صفحہ ۷ پر)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

بزرگانِ دین

حضرت سیّد علی ہجویریؒ

المعروف داتا گنج بخشؒ

نام و مسکن

مشہور ولی اللہ حضرت داتا گنج بخش صاحبؒ کا نام ابوالحسن علی بن عثمان الجلابی ہے۔ آپ کا اصل وطن غزنی تھا۔ آپ غزنی شہر کے ایک محلہ ہجویر میں سکونت پذیر تھے اس لئے آپ ہجویری مشہور ہوئے۔ بعض لوگ آپ کو ہجویری الغزنوی بھی کہتے تھے۔

وقت کے دستور کے مطابق حصولِ علم کے بعد آپ نے سیاحت کا قصد کیا اور شام عراق ایران آذربائیجان، طبرستان، خوزستان، کرمان اور ماوراء النہر کے علاقوں میں گئے۔ وہاں کے صوفیوں سے بھی ملے اور آپ کو ظاہر پرست نام نہاد دعوے داروں کی مجلس میں شریک ہونے کا موقع ملا۔ اس سیاحت کے دوران آپ کو دنیا اور اہلِ دنیا کے سمجھنے کا خوب موقع ملا۔ سید ہجویری کی نظر اسلام کے چار سو سالہ سیاسی عظمت و اقتدار کی تاریخ پر بھی تھی اور اس دور کے اندرونی خلفشار کو بھی سیاحت کے دوران نہایت قریب سے دیکھ چکے۔ پھر اسلام کے دیگر مذاہب اور فلسفیوں سے ٹکراؤ کے نتیجہ میں اور کچھ اغیار کی سازشوں کی بدولت اسلامی فکر و نظر میں جو نئی تحریکیں پیدا ہوتی رہیں وہ بھی آپ کے پیش نظر تھیں۔

آپ کی عمر جب چالیس سال کی ہوئی تو آپ کے پیر و مرشد و استاد حضرت شیخ ابوالفضل بن حسن الختلی نے جب دیکھا کہ آپ نے علوم ظاہری و باطنی کے لحاظ سے بلند مقام حاصل کر لیا ہے تو آپ کو حکم دیا کہ ہندوستان کے علاقہ پنجاب میں جا کر خدماتِ اسلامیہ بجا لائیں۔

لاہور میں آمد

چنانچہ آپ نے اپنے استاد کے حکم سے ۴۳۱ھ ہجری المقدس میں غزنی سے لاہور کی طرف سفر ہجرت اختیار فرمایا۔ اس زمانہ میں سلطان محمود غزنوی کا بیٹا سلطان مسعود اس علاقہ کا حکمران تھا۔ آپ کے لاہور آنے سے قبل آپ کے پیر بھائی حضرت شاہ حسین زنجانی لاہور میں قیام فرما ہو کر تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔ جس وقت آپ نے لاہور میں قدم رکھا تو دیکھا کہ اس وقت وہ رحلت فرما گئے ہیں آپ نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت اختیار کی (ان کا مزار لاہور کی کھوئی میراں میں ہے)

فیض رسانی

حضرت سید علی ہجویریؒ نے جونہی لاہور میں قدم رکھا آپ کے علم و فضل اور تقدس اور جاذب شخصیت اور روحانی کمالات کی وجہ سے خلقت کا ہجوم امڈ پڑا۔ اور لوگ آپ سے کسب فیض کرنے لگے۔

آپ کی تعلیم و تربیت سے ہزاروں صوفیاء شاگردوں نے علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ اور آپ کے فیض کو دور و نزدیک مقامات پر پھیلانے میں کوشاں ہوئے۔ آپ عموماً صوفیانہ طور و طریق سے ہی توحید کی تبلیغ کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور محبت حاصل کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ ہندو سکھ اور دیگر مذاہب کے لوگ بھی آپ سے گہری عقیدت رکھتے اور آپ کی کرامات اور دعاؤں سے مستفید ہوتے تھے۔ ایک ہندو سلطان جب آپ کے ہاتھ پر اسلام میں داخل ہوا تو اس کا نام "شیخ الہند" مشہور ہوا۔ آپ کے اخلاقِ عالیہ۔ سخاوت اور جذب و کشش علم و تقویٰ سے اپنی اپنی استعداد کے مطابق ہر شخص اثر قبول کرتا۔ آپ کی علمی استعداد کے متعلق یہ فقرہ زبان زد خلائق تھا۔

"جامع بود میاں علوم ظاہر و باطن"

آپ کی علمی لیاقت اور قابلیت آپکی تصانیف سے ظاہر و باہر ہے۔

وفات

چنانچہ اللہ تعالے کا یہ روحانی وجود ولی اللہ اور عظیم صوفی فیض رسانی کرتا ہوا اور اپنے نور کی شعائیں بکھیرتا ہوا ۴۶۲ھ ہجری المقدس میں وفات پا کر اپنے مولائے حقیقی کے حضور پہنچ گیا۔ اس وقت سلطان ابراہیم حکمران تھا۔ اسی بادشاہ نے آپ کا مقبرہ لاہور میں تعمیر کروایا۔ اسی وقت سے مزار مبارک پر ہر وقت ہجوم رہتا ہے۔ ہزاروں صوفیاء و اولیاء زیارت مزار مبارک کے لئے آتے رہے۔

گنج بخش کا لقب

جب حضرت خواجہ معین الدین صاحب چشتی اجمیری آپ کے مزار مبارک پر چلہ کشی کرنے تشریف لائے تو مندرجہ ذیل شعر پڑھا ؎

گنج بخش فیض عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

اس وقت سے حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ "داتا گنج بخش" کے عرف سے مشہور ہو گئے۔

حضرت خواجہ فرید الدین صاحبؒ گنج شکر بھی آپ کے مزار کی زیارت و فیض کے لحاظ سے حاضر ہوئے۔

شہنشاہ اکبر کے علاوہ دیگر سلاطین ہند بھی آپ کے مزار پر عقیدت کے پھول چڑھاتے رہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ ہر سال عرس کے موقع پر ایک ہزار روپیہ نقد بھجواتے رہے۔ مہارانی کور چند (رانی مہاراجہ کھڑک سنگھ ولد مہاراجہ رنجیت سنگھ) نے سمت ۱۸۹۵ میں آپ کے مقبرہ کے پاس دالان تعمیر کروایا۔ حاجی نور محمد نے ۱۳۸۸ھ میں آپ کے مزار پر گنبد تعمیر کروایا۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات

:۔ علم تصوف کی چوٹی کی کتابوں میں سے آپ کی تصنیف کشف المحجوب ہے جس کے متعلق حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی فرماتے ہیں کہ :۔

"کتب تصوف میں شیخ علی ہجویریؒ کی کتاب کشف المحجوب کو وہ مرتبہ حاصل ہے اگر کسی طالب صادق کو مرشد کامل نہ مل سکے تو اس کتاب کا مطالعہ کرے۔ اسکی مراد پوری ہو جائے گی۔ میں نے خود اس کو اول سے آخر تک پڑھا ہے۔"

(بحوالہ نقوش لاہور نمبر ص ۱۶۲، و تصوف اسلام از مولانا عبدالماجد دریا بادی)

کشف الاسرار۔ منہاج الدین (اس میں اہل صفہ کے مناقب ہیں اور دیگر کتابوں کے مضامین ان کے ناموں سے ظاہر ہیں) کتاب الفناء و البقاء۔ اسرار الخلق والموافقات۔ کتاب البیان لاہل العیان بحر القلوب۔ الرعایۃ بحقوق اللہ

(ملخص از نقوش نمبر لاہور)

آپ ایک باکمال صوفی، حق آگاہ ولی اللہ، بلند پایہ فلسفی، ممتاز سیاح اور نغز گو شاعر تھے تحصیل علوم کے لئے آپ نے تقریباً تمام اسلامی ممالک کا سفر کیا اور تین سو سے زائد اولیاء، صوفیاء اور مشائخ سے کسب فیض کیا۔

آپ کی اکثر تصانیف تو دست بردِ زمانہ کی نظر ہو گئیں اور صرف کشف المحجوب (پردوں کو کھولنے والی) آپ کی ایک تصنیف محفوظ رہ گئی۔ لیکن اس کتاب کی مثال روشنی کے اس مینار سے لی جا سکتی ہے جس سے مسافروں کو منزل کا پتہ ملتا رہے۔ آپ نے تمام باطل نظریات و افکار کی آمیزش کو الگ کر کے اسلامی فکر کی بنا رکھی۔ اور مسائل تصوف کو مختلف اقوال سے ایسی سادہ اور عام فہم زبان میں بیان فرمایا ہے کہ واقعی یہ کتاب پردوں کو کھولنے والی ہوتی ہے۔ مثلاً تیسرے باب کی پہلی فصل میں لفظ "صوفی" کی تشریح کئی رنگوں سے کی گئی ہے ان میں سے آسان ترین اور عام فہم تعریف یہ ہے۔ "جو شخص محبت الٰہی کی وجہ سے نفسانی خواہشات سے پاک ہو جاتا ہے۔ وہ صاف باطن ہو جاتا ہے اور جو شخص ذات محبوب حقیقی میں مستغرق اور ماسوائے اللہ (یعنی اللہ سے دور لے جانے والی ہر چیز) سے بیزار ہو جاتا ہے وہ صوفی ہے"۔ ......

اپنے زمانہ کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے :۔

"........ اور خدا نے عزوجل نے ہمیں ایسے زمانے میں پیدا کیا ہے کہ جس کے لوگ خواہشات نفسانی کا نام شریعت اور طلب جاہ و ریاست و تکبر کا نام عزت علم اور خلق خدا سے ریاکاری کا نام خوف الٰہی اور دل میں کینہ چھپا رکھنے کا نام مناظرہ اور آپس میں لڑنے جھگڑنے اور نادانی کا نام بزرگی۔ اور منافقت کا زہد اور جھوٹی آرزو کا نام ارادت اور طبیعت کے ہذیان کا نام معرفت اور دلی حرکتوں اور انسانی وسوسوں کا نام محبت الٰہی اور کج روی کا نام فقر اور انکار حق کا برگزیدگی اور بے دینی کا فنا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ترک کرنے کا نام طریقت رکھ دیا ہے"۔

(کشف المحجوب)

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized By Khilafat Library Rabwah

شخصیات

2 جنوری

از

محترم میاں محمد ابراہیم صاحب (سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول)

مَیں حضور کے ارشاد کی تعمیل میں ۱۵ دسمبر ۱۹۲۹ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں بحیثیت سینئر انگلش ٹیچر حاضر ہوا۔ ان دنوں دسمبر ٹیسٹ ہو رہے تھے۔ چند دن بطور نگران کمرہ امتحان ڈیوٹی دی۔ پھر سکول جلسہ سالانہ کے لئے یکم جنوری ۱۹۳۰ء تک بند ہو گیا۔ تعطیلات کے بعد سکول کھلنے پر باقاعدہ کام شروع ہوا تو حضرت مولوی محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر نے (جو حضور کی طرف سے مجھے سلسلہ کی خدمت پر مامور کرنے کا باعث ہوئے تھے) مجھے ساتویں اور آٹھویں جماعت کی انگریزی پڑھانے پر مقرر فرمایا۔ ان دنوں محترم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب ساتویں جماعت اور محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب آٹھویں میں پڑھتے تھے۔ سکول میں یہ میرا پہلا دن تھا۔ میں ساتویں جماعت میں پڑھانے کے لئے داخل ہوا ہی تھا کہ حضرت مولوی صاحب خاموشی سے پچھلے دروازہ سے داخل ہو کر پچھلے ڈیسک پر بیٹھ گئے۔ اور میری پڑھانے کی استعداد کا جائزہ لیتے رہے۔ گھنٹی بجی۔ میں باہر نکلا تو حضرت مولوی صاحب سے آمنا سامنا ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے دفتر کے کمرہ میں جا کر میری میز پر پڑی ہوئی دسویں جماعت کی ٹیچر کاپی اٹھائیں اور ساتویں جماعت والی کتاب وہاں رکھ دیں۔ کل سے آپ (یعنی یہ خاکسار) میری جگہ دسویں جماعت کو پڑھایا کریں گے۔

میں نے اپنی ناتجربہ کاری اور کم علمی کے پیش نظر نیک نیتی سے عرض کیا کہ دسویں جماعت تو ہمیشہ ہر ہیڈ ماسٹر خود اپنے پاس رکھا کرتا ہے۔ کیونکہ سکول کی نیک نامی کا میٹرک کے نتیجہ پر انحصار ہوتا ہے۔ اور ساری جماعت کی نظریں سکول کی طرف ہی لگی رہتی ہیں۔ اس لئے اس جماعت کو خود ہی پڑھاتے رہیں۔ آپ نے فرمایا "نہیں میں اپنے مفاد کو خود سمجھتا ہوں۔ آپ ہی پڑھائیں گے۔ چنانچہ چارو ناچار میں نے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا۔ اگلے روز میں میٹرک کی کلاس کو پڑھانے گیا تو دیکھا۔ کہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (جو قرآن کریم حفظ کرنے اور مولوی فاضل کا امتحان پاس کرنے کے بعد انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے لئے پرائیویٹ طور پر میٹرک کے امتحان کی تیاری کے لئے کلاس میں آیا کرتے تھے) کلاس میں تشریف فرما ہیں۔ میں نے پڑھایا۔ اس زمانہ میں انگریزی کو انگریزی میں ہی پڑھایا جاتا تھا۔ میں نے بھی ایسا ہی کیا۔ اگلے روز مولوی رحیم بخش صاحب انسپکٹر سکولز معائنہ پر آگئے۔ مجھے پڑھاتے دیکھا۔ متاثر ہوئے اور طلباء کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "بچو۔ میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ تمہارا استاد (بقول ان کے) بہت اچھا معلم ہے اور میری سند پر GOOD لکھ دیا۔ (جو اس وقت تک بہت کم اساتذہ کے حق میں لکھا جاتا تھا) یہ خبر اور خود حضرت مولوی صاحب کا مجھے دسویں کو پڑھانے پر مامور کرنا طلباء کی میرے متعلق رائے کے ساتھ حضور تک پہنچی تو حضور نے مجھے بلوایا اور فرمایا کہ میں (حضرت سیدہ) سارہ بیگم اور (حضرت سیدہ) ناصرہ بیگم کو گھر پر آکر پڑھا دیا کروں (وہ ان دنوں میٹرک کے امتحان کی تیاری کر رہی تھیں) چنانچہ میں نے ارشاد کی تعمیل کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اور یہ امر میرے لئے انتہائی عزت کا موجب ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے درس و تدریس کا یہ سلسلہ حضور کے خاندان میں دو بلکہ تین پشتوں تک چلتا رہا۔

میرے لئے ۱۹۲۹ء ایک فیصلہ کن بلکہ خوشکن سال تھا۔ کیونکہ میں نے بیرونی دنیا کی کشش کے باوجود قادیان میں آنے کا فیصلہ کیا۔ حالانکہ اس زمانہ میں سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور کے پرنسپل پارکنسن اور مولوی عبد الحمید صاحب انگریزی کے پروفیسر جو مجھے کرکٹ کا کھلاڑی بلکہ کالج کی کرکٹ ٹیم کا کپتان ہونے کی وجہ سے مجھ سے خاص محبت کرتے تھے مؤخر الذکر نے تو انسپکٹر آف سکولز ملتان ڈویژن لگتے ہی میرے کالج سیشن کے ختم ہونے پر مجھے گورنمنٹ ہائی سکول دیپالپور خورد میں بطور ٹیچر مقرر ہونے کا آرڈر بھی بھجوا دیا تھا۔ لیکن اس اثناء میں حضور کے ایماء پر حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب کے سکول چھوڑ کر افریقہ چلے جانے پر حضور نے حضرت مولوی محمد دین صاحب کو حکم دے دیا تھا کہ خالی اسامی پر اس خاکسار کو مقرر کیا جائے (بغیر میری درخواست کے) اس سلسلہ میں میں نے جب مولوی عبد الحمید سے گورنمنٹ سروس قبول نہ کرنے پر معذرت کی تو انہوں نے اپنی طرف سے از راہ ہمدردی فرمایا کہ سوچ لو۔ تم اگر گورنمنٹ سروس میں آجاؤ۔ تو ڈائریکٹر ہو کر ریٹائر ہو گے۔ میں نے کہا (میں آج تک ان الفاظ سے حظ اٹھا رہا ہوں) کہ میں انشاء اللہ ڈائریکٹر سے بھی زیادہ ناموری حاصل کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا ہی ہوا۔ مجھے چالیس سال تک میٹرک کی کلاس کو پڑھانے کا شرف حاصل رہا۔ اس عرصہ میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں احمدی اور غیر احمدی طلباء کو پڑھانے کا شرف حاصل ہوا۔ اور میرے سب شاگرد جس محبت اور احترام سے مجھ سے سلوک کرتے ہیں۔ اس سے مجھے بے حد خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اور میں محسوس کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے رستہ میں حقیر سی قربانی بھی کتنی مشکور ہوتی ہے ؛؛

بقیہ:۔ سارک

مملکت کو سارک کے دائرۂ کار کے مطابق مجوزہ امور کے علاوہ دوسرے مسائل پر بھی تبادلہ خیال کا موقع مل جاتا ہے۔ مثلاً حالیہ کانفرنس کے بعد وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو اور وزیر اعظم بھارت جناب راجیو گاندھی کے مابین مذاکرات ہوئے۔ اور اس طرح سارک کانفرنس کے حوالے سے ہندوستان کے وزیر اعظم کو پاکستان آکر باہم مل بیٹھ کر اپنے مسائل پر گفت و شنید کا موقع میسّر آیا اور اس طرح ایک دوسرے کی ایٹمی تنصیبات پر حملہ نہ کرنے کا سمجھوتہ طے پا گیا۔

غرض جنوب ایشیا کے ممالک اور اس میں بسنے والوں نے سارک تنظیم سے ابھی تک چند فوائد ہی حاصل کئے ہیں نقصان نہیں اٹھایا جو ایک خوش آئند بات ہے ؛؛

★ (ف ح)

بقیہ: حضرت علی ہجویری

ایک اور جگہ (گیارہواں باب فصل ۲۲) قومی زندگی اور معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہونے کے اسباب کا تجزیہ کرتے ہوئے ایک قول نقل فرماتے ہیں کہ

"لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں عالم ۔ فقیر اور امیر (صاحب اقتدار) پس جب ـــــ عالم لوگ بگڑ جاتے ہیں تو عبادت الٰہی اور شریعت کے امور میں بگاڑ پڑ جاتا ہے اور جب فقیر بگڑ جاتے ہیں تو سب اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔ پس امراء و سلاطین کی تباہی تو ظلم و ستم سے ہوتی ہے اور علماء کی خرابی طمع اور لالچ سے اور فقراء کی خرابی مال طلبی سے۔ جب تک بادشاہ (حاکم) علماء (حق) سے رو گردانی نہیں کرتے تباہ نہیں ہوتے اور جب تک فقراء جاہ طلبی نہیں کرتے برباد نہیں ہوتے اور جب تک علماء بادشاہوں (حاکموں) کی صحبت (کاسہ لیسی) اختیار نہیں کرتے۔ خراب نہیں ہوتے۔ اس لئے کہ بادشاہوں (حاکموں) کا ظلم بے علمی کی وجہ سے ہوتا ہے اور علماء طمع کا شکار بددیانتی کی وجہ سے ہوتے ہیں اور فقراء کی ریا اللہ پر توکل نہ کرنے کی وجہ سے ہے پس بے علم بادشاہ اور بے پرہیز عالم اور بے توکل فقیر شیطان کا ہم نشین ہوتا ہے۔ اور ساری مخلوق کا بگاڑ ان تینوں (وجود) کے بگاڑ سے وابستہ ہے ؛؛

سیّد ہجویری ؒ ایک عظیم محسن ہیں۔

آپ نے اس تاریخی موڑ پر صحیح دینی تعلیمات کو پیش کیا۔ آپ کے سوچ کے انداز حالات کا تجزیہ اور نتائج کے اسباب کی دریافت کا شعور آپ کی ان فکری صلاحیتوں کا غماز ہے جو قدرت نے آپ کو عطا کیا۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

"سارک" کیا ہے

گذشتہ دنوں ۲۹ تا ۳۱ دسمبر ۱۹۸۸ء کو پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں سارک کی چوتھی سربراہ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں سارک میں شامل ملکوں کے سربراہانِ مملکت اور حکومت شریک ہوئے آئیے دیکھتے ہیں یہ تنظیم کیا ہے؟ اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں اور اسمیں کون سے ممالک شامل ہیں؟

آغاز

جنوبی ایشیا میں بنگلہ دیش، بھوٹان، بھارت، مالدیپ، نیپال، پاکستان اور سری لنکا شامل ہیں۔ یہ پورا خطہ ہی سیاسی اور جغرافیائی اعتبار سے بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اس اہمیت کے پیش نظر اس علاقے اور خطے میں علاقائی تعاون کے فروغ کی ضرورت کو محسوس کیا گیا۔ سارک کا خیال ابتداً ۱۹۷۸ء میں زیر بحث آیا اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بنگلہ دیش کے صدر نے بھرپور کوششیں کیں پاکستان نے بھی اس کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہوئے ہر طرح سے تعاون کا یقین دلایا۔

اپریل ۱۹۸۱ء میں ان ساتوں ممالک کے خارجہ سیکرٹریوں کی ایک میٹنگ کولمبو میں ہوئی جس میں جنوبی ایشیاء کے ممالک کے آپس میں تعاون کی ضرورت پر زور دیا گیا اور اس تعاون کی ایک تنظیم بنانے کے لئے بنیادی اصول بھی وضع کئے گئے۔

بعد ازاں ۱۹۸۳ء میں دہلی میں ان ممالک کے خارجہ وزیروں کی ایک میٹنگ ہوئی جس میں اس کام کو مزید آگے بڑھایا گیا اور اس اجلاس کے بعد سربراہ کانفرنس کی تیاریاں شروع کر دی گئیں اور یوں "سارک" SAARC یعنی "ساؤتھ ایشین ایسوسی ایشن فار کوآپریشن" تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔

پہلی کانفرنس

سارک کی پہلی کانفرنس ڈھاکہ میں ۷، ۸ دسمبر کو ہوئی۔ جس میں بنگلہ دیش کے صدر، نیپال کے شاہ، پاکستان کے صدر، بھوٹان کے شاہ، وزیر اعظم ہندوستان، مالدیپ کے صدر اور سری لنکا کے صدر شریک ہوئے۔ اس پہلی کانفرنس میں سارک کا چارٹر رکن ممالک کے مشترکہ فیصلہ سے بنا اس اجلاس میں جو اعلامیہ جاری کیا گیا اس میں رکن ممالک کے عوام کے لئے اچھے اور بہتر معیار زندگی پر زور دیا گیا۔ ممبر ممالک کے آپس میں بہتر تعلقات اور ان ممالک کے عوام کے آپس میں تعلقات کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ اس کانفرنس میں دہشت گردی، منشیات کی سمگلنگ پر سٹڈی گروپ قائم کرنے کی تجویز دی گئی۔ ترقیاتی کاموں میں خواتین کی شمولیت کے لئے عملی پروگرام اور پروجیکٹ کی تجاویز منظور کی گئیں۔

اس پہلی کانفرنس کے کامیاب انعقاد کے بعد ہر سال یہ کانفرنس منعقد ہوتی ہے دوسری کانفرنس بھارت میں ہوئی تیسری کانفرنس نیپال میں جبکہ چوتھی کانفرنس پاکستان میں منعقد ہوئی۔

مقاصد

سارک تنظیم کے پیش نظر جو مقاصد ہیں وہ حسب ذیل ہیں:-

- جنوبی ایشیا کے عوام کی بہبود اور انکے معیار زندگی کو بہتر بنانا۔
- علاقے میں معاشی معاشرتی اور ثقافتی ترقی کی رفتار کو تیز کرنا۔
- ہر شخص کو عزت کے ساتھ زندگی گذارنے کے مواقع فراہم کرنا اور اسے اس کی بھرپور صلاحیتوں کا احساس دلانا۔
- جنوبی ایشیا کے ممالک کے مابین مشترکہ خود انحصاری کو بہتر اور مضبوط بنانا۔
- باہمی اعتماد اور مفاہمت میں مددگار ثابت ہونا اور ایک دوسرے کے مسائل کو سمجھنا۔
- اقتصادی، معاشرتی، ثقافتی فنی اور سائنسی شعبوں میں اشتراک اور باہمی تعاون کو فروغ دینا۔
- دوسرے ترقی پذیر ممالک کے ساتھ تعاون کرنا۔
- بین الاقوامی اور علاقائی تنظیموں کے ساتھ اپنی اغراض و مقاصد کے تحت تعاون کرنا۔

تعاون کے شعبے

سارک تنظیم کے مقاصد محدود ہیں اس لحاظ سے اس کا دائرہ کار بھی محدود ہے مثلاً اس میں دو ملکوں کے باہمی تنازعات یا اختلافی مسائل موضوع گفتگو نہیں ہو سکتے۔ اور اس کا پلیٹ فارم صرف تعاون کی تجاویز پیش کرنے کیلئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

سارک سربراہوں کی پہلی کانفرنس میں نو شعبوں میں تعاون پر اتفاق کیا گیا تھا اب ان شعبوں کی تعداد تیرہ ہو چکی ہے۔ جن میں زراعت و جنگلات، صحت اور آبادی، موسمیات، دیہی ترقی، ٹیلی مواصلات، ٹرانسپورٹ، سائنس اور ٹیکنالوجی، پوسٹل سروس، کھیل، آرٹ و ثقافت، ترقی کے عمل میں خواتین۔ منشیات کی آمدورفت شامل ہیں۔ یہ تنظیم انہی شعبوں میں تعاون کے بارے میں فیصلہ کرتی ہے۔

سارک سیکرٹریٹ

سارک سیکرٹریٹ نیپال کے شہر کھٹمنڈو میں واقع ہے جس کا افتتاح نیپال کے شاہ بریندرا بیر بکرم شاہ دیو نے ۱۶ جنوری ۱۹۸۷ء کو کھٹمنڈو میں سارک ممالک کے وزرائے خارجہ کی موجودگی میں کیا۔ سارک سرگرمیوں میں تعاون کا جائزہ، تنظیم کے اجلاسوں کا انعقاد، سارک اور دیگر بین الاقوامی تنظیموں کے درمیان رابطے اور ابلاغ کا کام اس کے سیکرٹری جنرل اور سیکرٹریٹ کے فرائض میں شامل ہیں۔ سردست یہ سیکرٹریٹ ایک سیکرٹری جنرل، چار ڈائریکٹروں اور عمومی خدمات کے عملہ پر مشتمل ہے۔ حروف تہجی کے اعتبار سے کسی رکن ممالک کی نامزدگی کی بنا پر باری باری دو سال کے لئے وزراء کی کونسل سیکرٹری جنرل کا تقرر کرتی ہے۔ بنگلہ دیش کے سفیر ابوالحسن اس کے پہلے سیکرٹری جنرل ہیں۔

چوتھی کانفرنس

سارک سربراہوں کی چوتھی کانفرنس پاکستان میں ہوئی اور پاکستان کو پہلی مرتبہ سارک سربراہوں کی میزبانی کا موقع ملا۔ یہ کانفرنس کئی لحاظ سے خصوصی اہمیت کی حامل ثابت ہوئی۔ اس کانفرنس میں سارک رہنماؤں نے:-

۱) ایٹمی اسلحہ کی دوڑ اور ایٹمی ہتھیاروں کے ختم کرنے کی کوششوں کو جاری رکھنے کا عزم کیا۔

۲) ایٹمی ہتھیاروں کے پھیلاؤ کو روکنے کے سمجھوتہ کے سلسلہ میں کی جانے والی ہر کوشش کی حمایت کا اعلان کیا۔

۳) اس خطہ کی حالت بہتر بنانے اور ان ممالک کی فلاح و بہبود کی خاطر اپنے وسائل سے پورا فائدہ اٹھانے کے عزم کا اظہار کیا۔

۴) دہشت گردی کی مذمت کے سلسلہ میں کنونشن کی توثیق کی گئی۔

۵) منشیات کے خاتمہ کے لئے فوری اقدامات کی ضرورت کو تسلیم کیا گیا۔

۶) خود مختاری، مساوات، علاقائی سالمیت، قومی آزادی، دوسرے کے معاملات میں عدم مداخلت کے اصولوں پر کاربند رہنے کے عزم کا اظہار کیا گیا۔

۷) خطہ سے ماحولیاتی آلودگی، بے روزگاری، غربت و جہالت، بھوک اور بیماری کے خاتمہ کے عزم کا اظہار کیا گیا۔

۸) سارک ۲۰۰۰ کے نام سے ایک پروگرام کی بھی منظوری دی گئی جس کے تحت صدی کے اختتام تک جنوبی ایشیا کے ملکوں کے سماجی شعبوں میں بنیادی ضرورتیں فراہم کرنے کے لئے ایک منصوبہ کے تحت مقررہ ہدف حاصل کیا جائے گا۔

۹) کانفرنس نے ۱۹۹۰ء کو سارک بچیوں کا سال قرار دیا۔

اثرات

علاقائی تعاون کی تنظیمیں آہستہ آہستہ اور رفتہ رفتہ پروان چڑھتی ہیں۔ اور ان کے دوررس نتائج نکلتے ہیں۔ جس طرح آر سی ڈی کے مثبت اثرات مرتب ہوئے اسی طرح سارک کانفرنسوں کے نتیجہ میں اس خطے میں موجود ممالک کا آپس میں رابطہ پہلے سے زیادہ ہوا ہے اور بہتر بنیادوں پر۔ ان ممالک کے آپس میں موجود مسائل اور غلط فہمیاں نہ صرف کم ہوئی ہیں بلکہ کسی قدر ان کے حل بھی نکلنا شروع ہو گئے ہیں۔ اور یہ توقع کی جا رہی ہے کہ سارک ممالک ان کانفرنسوں کے ذریعہ علاقائی تعاون کو فروغ دے کر اپنے بیشتر مسائل بہت تھوڑی مدت میں حل کر سکتے ہیں۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ افہام و تفہیم کی فضا کو پیدا کیا جائے اور ایک دوسرے پر اعتماد اور بھروسہ کیا جائے۔ اگر ایسا ہو تو علاقے میں پیدا شدہ شدید نوعیت کے اختلافات و تنازعات کو نمٹانے میں بھی مدد حاصل ہو سکے گی

سارک کانفرنس کی بدولت سربراہان

باقی صفحہ ۵ پر

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مسل ۲۶۸۴۵:- میں محمد اسماعیل ولد میاں اللہ دتہ صاحب قوم جنجوعہ پیشہ پنشنر عمر ۷۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ترگڑی ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱-۹-۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ مکان برقبہ چھ مرلہ مالیتی ۷۰،۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۶۰۰/- روپے ماہوار بصورت پنشن مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ محمد اسماعیل ولد میاں اللہ دتہ صاحب ترگڑی ضلع گوجرانوالہ P.O. خاص۔ گواہ شد نمبر۱ محمد ادریس پسر موصی۔ گواہ شد نمبر۲ مبارک احمد ظفر وصیت نمبر ۱۷۴۱۱۔

مسل ۲۶۸۴۷:- میں منور احمد چیمہ ولد غلام محمود صاحب قوم جٹ چیمہ پیشہ پنشنر عمر ۳۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن تلونڈی کھجور والی ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸/۱۰/۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک۔ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) مکان برقبہ ۱۲ مرلہ واقع تلونڈی کھجور والی مالیتی ایک لاکھ روپے (۲) زرعی اراضی ۱۲½ ایکڑ غیر آباد واقع منڈیالی ضلع شیخوپورہ مالیتی ۳۶۰۰۰/- روپے (۳) موٹر سائیکل مالیتی ۶۰۰۰/- روپے کل جائیداد ۱،۴۲،۰۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ دو صد اٹھارہ روپے ماہوار بصورت پنشن مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ منور احمد چیمہ ولد غلام محمود صاحب تلونڈی کھجور والی ضلع گوجرانوالہ گواہ شد نمبر۱۔ بشارت فردوس احمد ولد رحمت اللہ صاحب تلونڈی کھجور والی۔ گواہ شد نمبر۲ مبارک احمد ظفر وصیت نمبر ۱۷۴۱۱۔

مسل ۲۶۸۵۰:- میں سعیدہ بشریٰ بیوہ بہار خان قوم حجانہ بلوچ پیشہ خانہ داری عمر ۵۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ڈیرہ غازیخان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸-۱۰-۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) حق مہر ۵۰/- روپے وصول شدہ (۲) مکان سکنی پختہ واقع بلاک T ڈیرہ غازیخان مالیتی 2½ لاکھ روپے برقبہ ۶ مرلہ کا ⅛ حصہ (۳) دکان برقبہ ½ مرلہ واقع شہر ڈیرہ غازیخان مالیتی ایک لاکھ روپے کا ⅛ حصہ (۴) 47 بیگھے زرعی اراضی واقعہ دموڑہ حجانہ تحصیل جام پور مالیتی دو لاکھ روپے کا ⅛ حصہ (۵) طلائی کانٹے جوڑی وزنی ۷ ماشہ مالیتی ۵۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ پچاس روپے ماہوار جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ سعیدہ بشریٰ اہلیہ بہار خان مکان ۲۷ بلاک T ڈیرہ غازیخان۔ گواہ شد نمبر۱۔ احمد بخش خان ولد محمد حیات خان 9/73 ڈیرہ غازیخان۔ گواہ شد نمبر۲۔ بشارت احمد خان ولد بہار خان ڈیرہ غازیخان۔

۱۹۸۸ء میں: وفات پانیوالے موصی

۱۳۴۔ محترمہ محمد بی بی صاحبہ زوجہ چوہدری کرم رسول صاحب ساکن چک ۶۹/ر۔ب گھسیٹ پورہ ضلع فیصل آباد۔

۱۳۵۔ محترمہ نذیر بیگم صاحبہ زوجہ چوہدری رحمت علی صاحب ساکن دھوریہ ضلع گجرات۔

۱۳۶۔ محترم چوہدری عبدالحق صاحب ولد چوہدری عبداللہ صاحب ساکن چک ۲۹۳/گ۔ب شیروں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

۱۳۷۔ محترمہ رابعہ بی بی صاحبہ زوجہ چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب ساکن چک ۱۴۱/12-L ضلع بہاولنگر۔

۱۳۸۔ محترمہ نصرت رحمان صاحبہ زوجہ شیخ محمد انور صاحب۔ صدر بازار اوکاڑہ شہر

۱۳۹۔ محترم قدرت اللہ صاحب ولد فضل دین صاحب محلہ دارالفضل ربوہ

۱۴۰۔ محترمہ آمنہ صدیقہ صاحبہ بنت چوہدری نبی بخش صاحب ساکن ساہیوال۔

۱۴۱۔ محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ زوجہ میاں غلام محمد صاحب صراف سیالکوٹ حال ربوہ

۱۴۲۔ محترمہ بیگم بی بی صاحبہ زوجہ نور محمد صاحب سمن آباد لاہور۔

۱۴۳۔ محترمہ رحمت بی بی صاحبہ زوجہ چوہدری رحمت علی صاحب ساکن نفیس نگر ضلع تھرپارکر سندھ۔

۱۴۴۔ محترم ملک مبارک احمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ۔

۱۴۵۔ محترمہ رسول بی بی صاحبہ زوجہ چوہدری محمد ابراہیم صاحب فیصل آباد شہر۔

۱۴۶۔ محترمہ زینب بی بی صاحبہ زوجہ پیر محمد صاحب ساکن اونچے مانگٹ حال ربوہ

۱۴۷۔ محترمہ صغریٰ محمودہ بیگم صاحبہ زوجہ ڈاکٹر محمد احمد صاحب محلہ دارالنصر وسطی ربوہ

۱۴۸۔ محترمہ امۃ الرفیق صاحبہ زوجہ ملک محمد شفیع صاحب مرحوم محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ

۱۴۹۔ محترم چوہدری غلام نبی صاحب ولد چوہدری نظام الدین صاحب ساکن راجن پور

۱۵۰۔ محترم عبدالمالک صاحب زرگر ولد میاں محمد عبداللہ صاحب دارالبرکات ربوہ حال کراچی۔

بقیہ: تین خصلتیں

کی طرح بنا دیا جائے گا

پس اس سے بچنا چاہیے۔ نادان اسے نیکی سمجھتے ہیں لیکن یہ نیکی نہیں۔ نیکی اسی میں ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے وقت امام کی پوری پوری اقتدا کی جائے۔

اکسیر اپھارہ (جانوروں کی دوا)
فی پیکٹ ۳/- ، درجن ۲۷/- علاوہ ڈاک خرچ
جانوروں کے کامیاب علاج پر مشتمل لٹریچر ۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں۔
کیور ٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون سیلز آفس ۷۷۱، کلینک ۶۰۶، رہائش ڈاکٹر ۶۰۷

نرینہ اولاد سے محروم، بے اولاد، مرض اٹھراء کی شکار دکھیا عورتوں کے لیے
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
ہیڈ آفس: چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پوسٹ بکس ۲۲۲ فون: ۳۹۹۷
دواخانہ حکیم نظام جان
حکیم نظام جان صاحب کے فرزند حکیم انوار احمد جان
• ہر ماہ کی ۵-۶-۷ تاریخ کو کوٹھی ۱۰ دارالعلوم غربی ربوہ
• ہر ماہ کی ۸ تاریخ کو بالمقابل شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین
• ہر ماہ کی ۱۲ تا ۱۸ تاریخ کو ۲۔ بی روڈ شیش محل بس سٹاپ بالمقابل سندھی ہوٹل (یو بی ایل کے اوپر) لیاقت آباد ۱۰ کراچی ۱۹
اور
• ہر ماہ کی ۲۵ تا ۲۸ تاریخ کو چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ ملتان میں مطب فرماتے ہیں
ہر جگہ خواتین کیلئے معائنہ کا انتظام ہے
مینجر: دواخانہ حکیم نظام جان
اقصیٰ چوک کالج روڈ ربوہ فون ۵۵۸

Digitized By Khilafat Library Rabwah

نتیجہ وظیفہ حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ

امسال روبینہ کوثر کو وظیفہ کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ انہیں ایک سال کے لئے -/۵۰ روپے ماہوار وظیفہ ادا کیا جائے گا۔ تفصیلی نتیجہ حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	ولدیت	جگہ	حاصلکردہ نمبر
۱	روبینہ کوثر	شیخ محمد صدیق صاحب	دار العلوم وسطی ربوہ	90/100
۲	امۃ القیوم	لطیف احمد صاحب شاہد	دار الصدر شرقی بزار ربوہ	۸۸
۳	امۃ السلام	محمود احمد صاحب	فیروز والا ضلع گوجرانوالہ	۸۷
۴	صادقہ نبیلہ	مبارک مصلح الدین "	دار الصدر جنوبی ربوہ	۸۷
۵	مسرت مختار	مختار احمد صاحب	دار الصدر شمالی "	۸۴
۶	امۃ القیوم	میر عبد الرحیم "	دار الیمن غربی نمبر ۲ "	۷۸
۷	ناصرہ فردوس	غلام محمد صاحب	دار الیمن شرقی ربوہ	۷۷
۸	عفت خلیل	خلیل احمد صاحب	دار العلوم غربی نمبر ۳	۷۰
۹	بشریٰ نار شید	عبد الرشید انور صاحب	کراچی قیادت نمبر ۴	۶۲
۱۰	بدر النساء	چوہدری عبد المالک "	دار الصدر شرقی نمبر ۱	۶۲

(سیکرٹری تعلیم لجنہ مرکزیہ)

ربوہ کا کوڈ نمبر:

(۳۵۴۶۰)

یاد رکھیں اور خطوط پر ضرور لکھیں ڈاکخانے کو آسانی پہنچائیں تاکہ وہ بھی آپکو آسانی پہنچاتے ہوئے آپ کے خط آپ ہی کو دیں۔ کسی اور کو نہ دے دیں۔

ویسے کبھی کبھی ایسا ہو جائے تو کوئی ایسی بات نہیں۔ یہ امر قابل برداشت ہونا چاہیئے۔ ایک دوسرے کی مدد ہی سے زندگی آسان بنائی جاسکتی ہے۔

دُعا، صدقہ اور خیرات سے بلائیں دور ہوتی ہیں

جہاں تین یا تین سے زائد موصیان ہیں وہاں مجلس موصیان قائم کی جائے۔

مجلس موصیان کا فرض ہو گا کہ وہ مقامی جماعت میں وصایا کی تحریک کریں۔ اور زیادہ سے زیادہ احباب کو نظام وصیت میں شامل کریں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز)

کراچی کے احباب کیلئے

اخبار الفضل کے اجراء اور چندہ الفضل کی ادائیگی کے لیے ہر جمعہ کو

احمدیہ ہال

میں مکرم عبد الرشید سماٹری نمائندہ الفضل کراچی سے رابطہ قائم کریں۔

(مینیجر الفضل)

جدید نسخہ جات کے سیمپلز اور لٹریچر

ڈاکٹرز (ایم بی بی ایس) ہومیوپیتھک ڈاکٹرز اور حکیم حضرات کیلئے خط آنے پر مفت ارسال کئے جاتے ہیں۔

کیور ٹیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ

فون: سیلز آفس ۱۱؛ کلینک ۶۰۶؛ رہائش ڈاکٹرز ۶۰۷

ہمیں ربوہ میں اپنی گارمنٹس فیکٹری کیلئے مندرجہ ذیل افراد کی فوری ضرورت ہے

کٹر ماسٹر: کٹنگ کیلئے تجربہ کار اور ڈپلومہ ہولڈر، سلائی۔ کاج۔ بٹن اور اوور لاکنگ کیلئے تجربہ کار اور خواہشمند حضرات درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔

عبد القدوس عامر

۲۱/۸ دار الرحمت وسطی ربوہ فون ۷۸۳

خبریں

★ پشاور میں چارسدہ بس سٹینڈ پر سپیئر پارٹس کی ایک دکان میں خوفناک دھماکہ ہوا جس میں ۴ افراد ہلاک اور ۱۳ زخمی ہو گئے۔ یہ بم دن کے پونے گیارہ بجے پھٹا دو افراد موقع پر ہلاک ہو گئے ایک شخص ہسپتال لے جاتے ہوئے راستے میں دم توڑ گیا۔

★ جدہ میں وزیراعظم محترمہ بینظیر بھٹو نے کہا ہے کہ کشمیر کا مسئلہ حل کئے بغیر پاکستان اور بھارت کے درمیان کھنچاؤ ختم نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا کہ آٹھویں ترمیم کے خاتمے کا ضیاء حکومت کے اسلامائزیشن کے عمل سے کوئی تعلق نہیں۔ آٹھویں ترمیم کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ اس ترمیم نے فوجی حکومت کے ظالمانہ اقدامات کو تحفظ دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ضیاء دور میں شریعت مارشل لاء کے تابع تھی۔

★ سعودی عرب میں وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کی مکہ مکرمہ میں حاضری کے موقع پر خانہ کعبہ کے متولی نے خانہ کعبہ کا دروازہ وزیراعظم کے لئے کھول دیا۔ یہ بہت بڑی سعادت ہے جو بہت ہی کم لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔

★ رجسٹرڈ اور غیر رجسٹرڈ فرموں اور دیگر ٹیکس ادا کرنے والے اداروں اور افراد کی آمد پر ٹیکس کا تعین کرنے کیلئے پینل سسٹم فوری طور پر ختم کر دیا گیا ہے۔

★ وزیر داخلہ اعتزاز احسن نے کہا ہے کہ ان کی حکومت اس بات پر غور کر رہی ہے کہ پاسپورٹ جاری کرنے کے لئے پولیس رپورٹ کا طریق کار بدل کر ایسا کیا جائے کہ پہلے پاسپورٹ جاری ہو بعد میں پولیس کی تحقیق کی جائے۔

★ اخبارات کو اشتہارات دینے کے سلسلے میں سرکاری مداخلت کا سلسلہ ختم کر دیا جائے گا۔ اشتہارات دینے والے سرکاری اور نیم سرکاری ادارے خود اس بات کا فیصلہ کریں گے کہ کس کو اشتہار دیا جائے۔

★ لیبیا کے صدر قذافی نے امید ظاہر کی ہے کہ نئے امریکی صدر جارج بش کے ساتھ ان کی مفاہمت ہو جائے گی اور آئندہ چند برسوں میں لیبیا اور امریکہ کے تعلقات بہتر ہو جائیں گے۔

★ تاریخ اسلام میں وزیراعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونے والی پہلی مسلم خاتون سربراہ حکومت ہیں۔ وزیراعظم کے ہمراہ وفد میں شامل افراد کئی مواقع پر آبدیدہ ہو گئے اور انہوں نے رو رو کر دعائیں مانگیں اور وزیراعظم کے ہمراہ عمرہ ادا کیا۔

★ ۱۹۸۸ء کے دوران دنیا بھر میں ۳۹ صحافی اپنے فرائض کی بجا آوری کے دوران ہلاک ہوئے۔ یا انہیں قید کر کے ہلاک کر دیا گیا۔

★ بھارتی کرکٹ بورڈ نے آل راؤنڈر مہندر امرناتھ کو تحقیقات میں پیش ہونے کیلئے مہلت دے دی ہے۔ مہندر کے خلاف بھارتی سلیکٹروں کو مسخروں کا ٹولہ قرار دینے پر کارروائی ہو رہی ہے۔

★ کھلاڑیوں اور کمنٹیٹرز کی بڑی تعداد آسٹریلوی کرکٹ ایمپائروں پر زیادہ تعداد میں وائیڈ گیندیں قرار دینے پر تنقید کر رہی ہے۔ کپتان عمران خان نے کہا کہ آسٹریلوی ایمپائرنگ مسلسل مایوس کن جا رہی ہے۔

چندہ عام، حصہ آمد چندہ جلسہ سالانہ بروقت ادا کریں۔

الفضل خود خرید کر پڑھیئے

کہکشاں ہاؤسنگ سکیم (مجید بلاک)

(حکومت پنجاب سے منظور شدہ)

کی خرید کیلئے

احمد اسٹیٹس رجسٹرڈ ربوہ میں تشریف لائیں

اسکے علاوہ ادارہ احمد اسٹیٹس کا ربوہ میں پہلا اقساط والا منصوبہ نصرت آباد فیز II منظوری کے آخری مراحل میں نیز زرعی و سکنی جائیداد کی خرید و فروخت کیلئے ربوہ کا سب سے پہلا اور با اعتماد ادارہ

فون دفتر: ۵۳۵ فون گھر: ۴۳۶

لاہور کے احباب متوجہ ہوں

لاہور کے جن احباب کو الفضل اخبار نہیں ملتا وہ لاہور میں ملک عبد اللطیف ستکوہی صاحب فون نمبر ۵۲۶۸۷ — ۶۳۸۴۹ یا محمد عارف نجمی ایجنٹ اخبار الفضل لاہور کوارٹر ۱۵۔ چڑیا گھر۔ سے رابطہ قائم کریں۔

(مینیجر)